گردن کی جنبشوں میں تھی حسرت ملی ہوئی
چہرے کی زردیوں میں تھی سرسوں کھلی ہوئی

وہ حادثہ کہ موت ہنسے کھلکھلا اٹھے
وہ سانحہ کہ دیکھ کے دل تلملا اٹھے

قلب و جگر پہ تیرِ الم کھا رہی تھی وہ
دستِ طلب تراز کیے جا رہی تھی وہ

مانا کہ احتیاج میں دیوانگی سی تھی
لیکن سوال میں ابھی بیگانگی سی تھی

ہمت نگاہ کو ہو نہ جرأت زباں کرے
کھل کر کسی سے حالِ زبوں کیا بیاں کرے

کیا جذبۂ شریف حمیت سے کہہ گیا
دستِ سوال آہ اٹھا اٹھ کے رہ گیا

وہ خاندان جن کا ہے پیشہ گداگری
غیرت سے مجتنب ہیں حمیت سے ہیں بری

جن کے نفس میں ہوئے ذلالت شریک ہے
قسمت میں مفلسی ہے مقدر میں بھیک ہے

گائیں بجائیں روپ نئے سے نیا بھریں
ہر طرح سے وہ اپنی طرف ملتفت کریں

لیکن یہ زخم خردہ تقدیر کیا کرے
جس کی نظر نہ اٹھ سکے تدبیر کیا کرے

وہ جس پہ تنگ عرصۂ انفاس ہو چکا
وہ جس کا جزوِ زندگی افلاس ہو چکا

دنیا میں جس کا کوئی نہ پرسانِ حال ہو
گر زندگی بلا ہو تو جینا وبال ہو

اس کی خبر بھی صاحبِ دولت نہ لے سکیں
اک خوشہ بھی خوانِ نعم سے نہ دے سکیں

بسمل نظر اٹھا چمن پائمال دیکھ
یہ وقت یہ ضعیفہ یہ دستِ سوال دیکھ

حقائق و معارف

از

(جناب الم مظفر نگری)

مسمّٰی علم و نظر

وہ فلسفی ہو کہ صوفی ہو یا کہ ہو ملا
حرم نشیں ہو کہ دیرِ مغاں کا ہو شیدا